International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp:176 - 192

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

بیسویں صدی میں علم حدیث کی تدوین و تحقیق، منتخب مناہج کا تحقیقی و تقابلی جائزہ

In the 20th century, compilation and researching hadith, research and comparative review of selected methodology

Sohail Rashid
PhD Scholar University of the Punjab, Lahore Pakistan.
E Mail: Sohailrasheed1170@gmail.com
Dr. Hafiz Abdul Basit Khan
Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore Pakistan
E Mail: basit.szic@pu.edu.pk

Abstract

The 20th century witnessed significant advancements in the compilation and research of Hadith. This era saw notable progress in the collection, organization, and publication of Hadith, fueled by technological and scholarly developments. Shaikh Shuaib Ar'naoot,Allama Nasir ul Deen Albani, Allama Ahmad Shakir and Zia ur Rahman Azmi's research seminaries hold an important place in Islamic academic history. Because they devoted their lives to preserving the intellectual capital of hadiths and conveying it to the ummah in its true form. There are some similarities and some differences in the research of these four scholars. Shaikh Shuaib Ar'naoot adopted modernity in the research of hadiths and researched deeply on both the Isnaad and the Matn of hadiths. Allama Ahmad Shakir's minhaj was based on traditional principles, but he examined hadiths keeping in mind the requirements of modern times. The important aspect of his services was that he combined modern scholarly principles while maintaining ancient principles. Allama Nasir ul Deen Al-Albaani's research was based on a classification of hadiths and he took an unusually cautious approach to raise the standard of health (Seht) of hadiths. He emphasized that only those hadiths that meet the standards of health should be accepted. Zia ur Rahman Azmi tried to clarify the health of hadiths as well as their meanings. Which led them to emerge as a balanced and robust research method.

Keywords: Shaikh Shuaib Ar'naoot,Allama Nasir ul Deen Albani, Allama Ahmad Shakir , Zia ur Rahman Azmi and principles of research.

تمہید:

حدیث اسلام کا بنیادی دوسرا مأخذ ہے، جس کے بغیر اسلام کے عقائد سے لے کر عبادات تک اور اخلاقیات سے لے کر معاملات تک، جمیع احکام ادھورے اور تشنہ رہ جاتے ہیں، لہٰذا احادیث کو تسلیم کرنا، محفوظ ماننا اور قرآن کے معانی کی تفہیم

CC BY

میں اس سے مدد لینا، شریعت کا اور خود قرآن کا بھی بنیادی تقاضا ہے۔ انکارِ حدیث کا ایک چور دروازہ یہ ہے کہ لوگ تدوین حدیث کے بارے میں شکوک و شبہات کو پیدا کر کے پہلے پہل تو استخفافِ حدیث اور پھر حدیث کی مسلمہ حیثیت سے انکار کی طرف نکلتے ہیں، جبکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جیسے قرآن حفظ اور کتابت کے ذریعے محفوظ کیا جاتا تھا، اسی طرح حدیث بھی حفظ اور کتابت کے ذریعے محفوظ کی جاتی تھی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ دراصل مرادِ الٰہی کو بیان کرنے والے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ [1]

اور ہم نے آپ کی طرف یہ نصیحت اتاری، تاکہ آپ لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر دیں جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

آپ ﷺ صرف مطاع ہی نہیں بلکہ فیصل اور جج بھی ہیں، آپ کی بات حرفِ آخر ہے۔ اور آپ ﷺ کی حدیث اور ارشاد کو کھلے دل تسلیم کرنا ضروری ہے، صرف تسلیم کر لینا بھی کافی نہیں بلکہ نہایت خوش دلی سے قبول کرنا ضروری ہے جس میں کوئی کراہت، ناپسندیدگی یا گھٹن نہ ہو بلکہ اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ کارفرما ہو۔ ارشادِ ربانی ہے:

حفظِ حدیث:

عہدِ رسالت میں حفاظتِ حدیث کا زیادہ تر انحصار حفظ پر تھا، کیونکہ عرب اقوام میں عموماً لکھنے پڑھنے کا رجحان نہ تھا اسی لیے انہیں ''امیین'' کہا گیا ہے مگر تاریخ ان کے قوت حافظہ پر شاہد ہے، عرب لوگ اپنے شجرہ ہائے نسب، اہم تاریخی واقعات، جنگی کارنامے، کامیابی و کامرانی کی داستانیں، اقوامِ ماضی کے قصے، لمبی لمبی تقریریں اور خطبے، طویل قصیدے اور نظمیں سب کچھ زبانی یاد کر لیتے تھے۔ جب قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تو عام عادت کے مطابق آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے اسے زبانی یاد کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس تھے تو سوال کیا:

أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ [2]

فتنوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی احادیث کس کو یاد ہیں؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فوراً جواب دیا، مجھے اسی طرح یاد ہیں جیسے آپ ﷺ نے ارشاد فرمائیں۔

ایک موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پیش آمدہ معاملہ میں احادیث رسول ﷺ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع سے سوال کیا کہ اس معاملہ کے حل کے لیے کسی کے پاس کوئی حدیث ہے؟ متعدد صحابہ کرام آگے بڑھے جس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا:

الحمدلله الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا ﷺ ۔[3]

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمارے اندر ایسے لوگ رکھے جو حدیث کے حافظ ہیں۔

حفظ حدیث پر بے شمار دلائل موجود ہیں، جو کتبِ حدیث و تاریخ کی زینت ہیں، جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفظ حدیث کو اپنے لیے سعادت اور خوش بختی سمجھتے تھے اور اس کیلئے دور دراز کے سفر اور محنت کرتے تھے۔

کتابت وتدوین حدیث:

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اگرچہ حفظِ حدیث کا شوق بدرجہ اتم موجود تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ بعض صحابہ نے چمڑے، پتھر اور دیگر دستیاب چیزوں پر اسے لکھنا بھی شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ قرآن کی کتابت کے لیے کاتبین مقرر فرمائے تھے اور جب بھی کوئی سورۃ یا آیت نازل ہوتی تو آپ کسی کاتب کو بلاوا بھیجتے اور اسے لکھوا دیتے۔ البتہ کتابت حدیث کا سلسلہ اس سے قدرے مختلف تھا کہ شروع میں نبی کریم ﷺ نے قرآن وحدیث کے اختلاط کے ڈر سے حدیث لکھنے سے منع فرمایا، بلکہ یہاں تک حکم دیا کہ اگر کسی نے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے تو وہ اسے محو کر دے، سیدنا ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاَ تَكْتُبُوا عَنِّي وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ[4]

مجھ سے کچھ نہ لکھو، اور جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے وہ اسے محو کر دے۔

اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کتابتِ حدیث درست نہیں ہے جبکہ یہ ممانعت وقتی اور عارضی تھی، جو اس زمانے کے لوگوں کے لیے کچھ دیر تک رکھی گئی تا کہ وہ انجانے میں قرآن وحدیث میں اختلاط نہ کر بیٹھیں، بعد میں خود نبی مکرم ﷺ نے کتابت حدیث کا حکم بھی دیا اور یہی وجہ ہے کہ حفاظتِ حدیث کے لیے کتابتِ حدیث کا سلسلہ عہد رسالت میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہم عصر ملوک اور امراء کے نام خطوط لکھوائے جن میں اسلام کی دعوت تھی۔ اور آپ ﷺ اپنے عمال اور سپہ سالاروں کے لیے بھی ہدایات تحریر کرواتے تھے، بعض پڑھے لکھے صحابہ کرام کے پاس صحیفے اور یادداشتیں بھی ہوتی تھیں جن میں احادیث نبوی کو لکھ لیا کرتے تھے۔

زمانہ رسالت مآب میں کتابت حدیث:

کتابت حدیث کا مطلب ہے حدیث کو لکھنا خواہ مرتب ہو یا غیر مرتب۔ اور تدوین حدیث کا مطلب ہے کسی خاص ترتیب سے احادیث لکھنا، رسولِ مکرم ﷺ کے زمانۂ اشرف میں حدیث کی تدوین تو نہیں ہوئی مگر کتابت ضرور ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے پاس صحیح بخاری کی وہ روایت ہے جس میں فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے خطبے کا ذکر ہے جس میں آپ نے مکہ کی حرمت وعزت کا بیان کیا اور اس کے احکام ذکر کیے تو یمن سے آنے والے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ باتیں مجھے لکھوا دیجیے آپ ﷺ نے فرمایا:

اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ[5]

ابو شاہ کو لکھ دو۔

اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عمرو سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہر بات زبانی یاد کرنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا، مجھے قریش نے روکا اور کہا کہ آپ ﷺ ایک انسان ہیں کبھی خوشی میں بولتے ہیں تو کبھی غصے میں، میں نے لکھنا چھوڑ دیا، اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

اكتب فوالذى نفسي بيده ما يخرج منه إلا حق [6]

لکھو، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

تدوین حدیث کی اصطلاح:

تدوین حدیث کی اصطلاح کا مطلب ہے حدیث کی کتابت اور اس کا مجموعہ تیار کرنا۔ یہ اصطلاح اس عمل کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نبی محمد ﷺ کے اقوال، افعال اور تصدیقات کو تحریری شکل دی گئی اور محفوظ کیا گیا۔[7]

تدوین سے مراد:

امام زہری حفظہ اللہ کے بارے میں علما حدیث کہتے ہیں:

تدوین حدیث کے حوالے سے امام زہری کے بارے میں دیگر علمائے کرام کے اقوال بھی قابل ذکر ہیں۔ امام زہری کو حدیث کی تدوین کے حوالے سے ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔

امام مالک حفظہ اللہ، جو امام زہری کے شاگرد تھے، انہوں نے فرمایا:

"أول من دون العلم ابن شهاب الزهري" [8]

ترجمہ: پہلا شخص جس نے علم (حدیث) کو مدون کیا، وہ ابن شہاب الزہری ہیں۔"

ابن شہاب الزہری (ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب) کو اسلامی تاریخ میں علم حدیث کے پہلے مدون مانا جاتا ہے۔ ان کا تعلق مدینہ منورہ سے تھا اور وہ اُموی خلافت کے دور میں سرگرم تھے۔ حدیث کو مدون کرنے کا مطلب ہے کہ اس علم کو تحریری صورت میں جمع کرنا اور اس کی ترتیب و تدوین کرنا تاکہ بعد کی نسلوں تک صحیح علم پہنچ سکے۔ ابن شہاب الزہری نے اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے اسلام کی علمی تاریخ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

علاوہ ازیں، الزھری نے حدیث کی صحیح سندوں کی پہچان اور تحقیق میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے حدیث کے راویوں کی جانچ پڑتال کرکے ان کی صداقت اور سچائی کی ضمانت دی۔ ان کی یہ محنت اسلامی علم حدیث کے ارتقاء میں نہایت اہم ثابت ہوئی۔[9]

ابن شہاب الزھری کی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد، یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے علم حدیث کو مدون کر کے ایک نہایت اہم اور تاریخی قدم اٹھایا۔ ان کی کوششوں کی بدولت، اسلامی علمی تاریخ میں علم حدیث کی صحیح اور مستند صورت میں حفاظت ممکن ہو سکی۔ اور حدیث کی تدوین کے پیچھے خالص نیک نیتی اور دینی جذبہ کارفرما تھا۔

چنانچہ مولانا محمد حنیف ندوی فرماتے ہیں:

"۔۔۔ حدیث و سنت کی تدوین تاریخی تقاضوں کے بجائے خالص دینی عوامل کی بنا پر ہوئی اور اس میں استناد، اتصال، اور تسلسل کا وہ معیار پایا جاتا ہے جو دنیا کے کسی تاریخی لٹریچر میں نہیں ملتا۔"[10]

تدوین حدیث کا دوسرا مرحلہ (75ھ تا125ھ):

تدوین حدیث کا دوسرا مرحلہ (75ھ تا 125ھ) میں حضرت عمر بن عبد العزیز (101ھ) کے حکم سے سرکاری سطح پر احادیث کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا کام شروع ہوا، جس کے نتیجے میں متعدد کتب وجود میں آئیں۔ ان میں شامل ہیں: (1) قاضی ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں (112ھ)، (2) سالم بن عبد اللہ کا رسالہ فی الصدقات (106ھ)، (3) الزہری رحمۃ اللہ علیہ کے دفاتر (132ھ)، (4) امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب السنن (118ھ)، اور (5) عامر بن شراحیل شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے ابواب (103ھ) وغیرہ۔ یہ پانچ کتابیں پہلی صدی ہجری کے اختتام سے پہلے ہی مرتب ہو چکی تھیں کیونکہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات 101ھ میں ہوئی، لہٰذا یہ سب کتابیں اس سے قبل لکھی جا چکی تھیں۔

یہ تدوین حدیث کا دوسرا مرحلہ ہے، جس میں مذکورہ کتب کے علاوہ بھی کئی دیگر کتب مرتب کی گئیں۔ یہ مرحلہ پہلی صدی ہجری کے آخری ربع (یعنی 75ھ کے بعد) سے شروع ہو کر دوسری صدی ہجری کے پہلے ربع (یعنی 125ھ) تک پھیلا ہوا ہے۔

موضوعات وابواب کے اسلوب کا تیسرا دور:

جب مسانید کی تدوین کا آغاز ہوا، تو محدثین نے کوشش کی کہ جتنی بھی ممکن ہو سکے، احادیث کو بغیر کسی تفریق کے یکجا کیا جائے۔ اس طرح احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ جمع تو ہو گیا، لیکن استفادہ مشکل ہو گیا کیونکہ احادیث کو موضوعات کے مطابق مرتب نہیں کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے عملی زندگی میں رہنمائی کے لیے مطلوبہ حدیث تلاش کرنا مشکل ہوتا تھا، کیونکہ پورے ذخیرے کو کھنگالنا پڑتا تھا۔

اس مشکل نے محدثین کو اس بات کا احساس دلایا کہ احادیث کو موضوعات اور ابواب کے مطابق مدون کیا جائے، اور فقہی احکام جیسے نماز، روزہ، حج، زکات وغیرہ کے مطابق انہیں مرتب کیا جائے تاکہ مختلف انواع میں تقسیم کیا جا سکے۔[11]

جن محدثین نے اس اسلوب پر احادیث کی تدوین کی، انہیں ہم تین اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

اولاً: وہ محدثین جنہوں نے صرف صحیح احادیث کو مدون کیا، جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (256ھ)، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (261ھ)، اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (261ھ)۔ ان کی مدونات کو "جوامع" کہا جاتا ہے، جو "جامع" کی جمع ہے۔ جامع حدیث کی اس کتاب میں درج ذیل آٹھ مضامین کی احادیث مدون کی گئی ہیں:

سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، اشراط، احکام اور مناقب۔

بیسویں صدی اور تدوین حدیث:

بیسویں صدی میں تدوین حدیث کا عمل کئی اہم مراحل اور عوامل پر مشتمل رہا ہے۔ اس دور میں احادیث کی تدوین، جمع و ترتیب، اور اشاعت میں کئی اہم کام سرانجام دیے گئے۔ بیسویں صدی میں تدوین حدیث کی اہمیت اور مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالنے کے لیے، چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

1. طباعت اور اشاعت:

بیسویں صدی میں طباعت اور اشاعت کی ٹیکنالوجی میں ہونے والے انقلاب کا کتب حدیث پر گہرا اثر پڑا۔ اس دور میں جدید ٹیکنالوجی کی بدولت کتب حدیث کی تدوین، تصحیح، اور اشاعت کے کام میں نمایاں ترقی ہوئی۔ اس کے نتیجے میں اہم کتب احادیث جیسے کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابو داود، اور دیگر کتب زیادہ تعداد میں شائع ہوئیں اور ان کتابوں تک رسائی آسان ہو گئی اور ان کی تحقیق میں بہتری آئی۔

2. مستشرقین اور ان کے کام:

بیسویں صدی میں مستشرقین نے بھی حدیث کی تحقیق میں گہری دلچسپی لی اور مختلف احادیث کی کتب کی تحقیق، تجزیہ اور ترجمہ کیا۔ ان کے کام نے اسلامی علوم کی عالمی سطح پر اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔

بیسویں صدی میں مستشرقین (Orientalists) نے احادیث پر مختلف پہلوؤں سے تحقیق کی اور اس میدان میں کئی اہم کام کیے۔ ان کے کام نے احادیث کی تاریخ، تدوین، اور تشریح کے حوالے سے نئی روشنی ڈالی۔ ان کے تحقیقی کام کو اسلامی علوم میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔

3. جدید تحقیقاتی اصول اور ذرائع:

بیسویں صدی میں تدوین حدیث کے جدید تحقیقاتی اصول اور ذرائع میں قابل ذکر تبدیلیاں اور ترقیات آئیں۔ اس دور میں تدوین حدیث کے عمل میں جدید ٹیکنالوجی، تحقیقاتی اصولوں اور علوم حدیث کے نئے زاویوں کا استعمال شامل ہوا۔ کمپیوٹر اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی ترقی نے احادیث کی جمع و ترتیب، ان کی تصدیق، اور ان کی صحت کی جانچ کے عمل کو مزید منظم اور آسان بنا دیا۔ جدید اصولوں میں سے ایک اہم اصول "علم رجال" کی ڈیجیٹل تحقیق ہے، جس کے تحت راویوں کے حالات زندگی، ان کی ثقاہت، اور ان کی روایت کردہ احادیث کی تفصیلات کمپیوٹرائزڈ ڈیٹابیس میں محفوظ کی جاتی ہیں۔

بیسویں صدی میں جدید مناہج حدیث کے مقاصد:

بیسویں صدی ہجری میں علم حدیث کی تدوین میں جدید مناہج کا ارتقا اسلامی علمی اور فکری تاریخ کا ایک اہم موڑ ثابت ہوا، جہاں قدیم اصول و مناہج کی حفاظت کے ساتھ ساتھ نئے تقاضوں کے تحت مزید تحقیقاتی اسلوب اپنائے گئے۔ ماضی میں علم حدیث کی تدوین کا انحصار بیشتر روایت اور درایت کے اصولوں پر تھا، جہاں اصل مقصود صحیح اور ضعیف روایات کی تفریق اور صحیح حدیث کی تدوین تھی۔ تاہم، بیسویں صدی کے علمی، فکری اور تحقیقی ماحول میں تبدیلیوں نے علماء کو جدید مناہج کی طرف متوجہ کیا، جن میں بالخصوص استشراقی اور مغربی تحقیقات کی اثرات اور مسلم دنیا میں علمی احیاء کی تحریکات شامل تھیں۔ ان جدید مناہج کا بنیادی مقصد علم حدیث کو جدید عصری تقاضوں کے مطابق ڈھالنا تھا تاکہ مسلم اُمہ کی نئی نسلیں احادیث کی صداقت اور ان کے عملی اطلاقات سے روشناس ہو سکیں۔

حدیث کی تدوین و تحقیق میں ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی کا منہج:

"الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل" ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی کی ایک نہایت جامع اور محققانہ تصنیف ہے جو علم حدیث کے میدان میں ایک نادر علمی خدمت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس تصنیف میں ڈاکٹر اعظمی نے احادیث کی جمع و تدوین کے ایسے اصول اور منہج اختیار کیے جو روایتی محدثین کے مناہج سے متاثر ہو کر جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ ماضی میں احادیث کو مختلف مجموعات میں جمع کیا گیا تھا، جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد وغیرہ، لیکن "الجامع الکامل" ایک ایسی منفرد کاوش ہے جس کا مقصد صرف ایک کتاب میں تمام صحیح احادیث کو یکجا کرنا تھا۔ اس کتاب میں ڈاکٹر ضیاء الرحمن نے مختلف ذخائر حدیث، جن میں کتب ستہ اور دیگر معتبر مجموعات شامل ہیں، سے تمام صحیح احادیث کو ایک جامع ترتیب میں جمع کیا ہے تاکہ طلباء علم اور محققین کو ایک مکمل ذخیرہ میسر آسکے۔ آپ کے منہج کی مزید توضیح یوں ہے:

محدثین کی آراء کا احترام:

شیخ محمد عبد اللہ الاعظمی نے متقدمین اور متاخرین محدثین کی آراء کا مکمل احترام کرتے ہوئے ان کے منہج کو اختیار کیا ہے۔ وہ احادیث کی تصحیح و تضعیف میں ان کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہیں۔

تخریج و تحقیق کے دوران شیخ اعظمی نے متقدمین کی آراء کو بنیاد بنایا ہے، خاص طور پر وہ احادیث جو ضعیف یا مختلف فیہ ہیں، ان میں محدثین کی آراء کو ترجیح دی ہے۔

شیخ اعظمی نے بعض مقامات پر جہاں انہیں محسوس ہوا کہ متقدمین کی تصحیح یا تضعیف میں تسامح ہے، انہوں نے خود تفصیل و تنقید کے ساتھ وضاحت کی ہے۔ ان کا منہج ہے کہ ہر حدیث کو اس کے تمام شواہد اور قرائن کے ساتھ دیکھا جائے۔

مثال:

شیخ اعظمی نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث کو سب سے پہلے درجہ میں رکھا ہے اور ان کی تصحیح کو بنیاد بنایا ہے۔ مثلاً، صحیح بخاری کی ایک حدیث کی تخریج کرتے ہوئے انہوں نے امام بخاری کی رائے کو مقدم رکھا ہے۔[12]

آپ حفظہا اللہ کے منہج کے مزید بنیادی نکات درج ذیل ہیں:

1 **استفادہ کا آسان طریقہ:**

کتاب کو اس انداز میں ترتیب دیا گیا ہے کہ قارئین کو احادیث کی تلاش اور مطالعہ میں آسانی ہو۔ ہر حدیث کے ساتھ اس کے موضوع اور عنوان کو واضح کیا گیا ہے۔

2 **سند کی جانچ پڑتال:**

ہر حدیث کی سند کو بڑی باریک بینی سے جانچا گیا ہے۔ سند میں شامل اگر کسی راوی پر کلام کیا گیا ہو تو اسکو بھی واضح کرتے ہیں اور اس کی ثقاہت اور عدالت کا تعین کیا گیا ہے تا کہ حدیث کی صحت کو یقینی بنایا جا سکے۔

3 **متعابعات و شواہد:**

مصنف علیہ الرحمہ کا منہج یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک مکمل حدیث ذکر کر دیتے ہیں اس کے بعد اسکے شواہد و متابعات کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں کہ اس کتاب کا ذکر کرتے ہیں جس میں اس کو روایت کیا گیا ہو اور پھر اسکے رواۃ کا ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس پر حکم بھی لگاتے جاتے ہیں۔

4 **آئمہ کے اقوال سے حدیث کی تشریح:**

"الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل" کے منہج میں احادیث کی تشریح کے لیے ائمہ کے اقوال کا حوالہ دینا ایک اہم اور بنیادی اصول ہے۔ یہ منہج اس بات کی ضمانت فراہم کرتا ہے کہ احادیث کو درست، مستند اور جامع انداز میں سمجھا جائے۔ ائمہ کرام جیسے امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داود، امام ترمذی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور دیگر مشہور محدثین وفقہاء کی آراء اور اجتہادات اسلامی علوم میں انتہائی معتبر سمجھے جاتے ہیں۔ ان ائمہ نے اپنی زندگی کو قرآن و حدیث کی خدمت کے لیے وقف کیا اور ان کی گہری فہم و بصیرت کی بنا پر ان کے اقوال کو احادیث کی تشریح میں انتہائی اہمیت دی جاتی ہے۔

5 **حدیث میں صحابہ کے اقوال کی وضاحت کرتے ہیں:**

بعض اوقات یہ وہم پڑتا ہے کہ صحابی جو حدیث بیان کر رہا ہے وہ واقع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے تو مصنف علیہ الرحمہ کا منہج یہ ہے کہ اس کی وضاحت فرما دیتے ہیں۔

حدیث کی تدوین و تحقیق میں علامہ احمد محمد شاکر کا منہج:

علامہ احمد محمد شاکر (1892-1958) مصر کے ایک عظیم محدث اور فقیہ تھے۔ انہوں نے حدیث کی تصحیح میں غیر معمولی کام کیا۔ شاکر نے جامع ترمذی، مسند احمد، اور دیگر اہم حدیثی کتب کی تصحیح کی اور ان کی سند اور متن کی تحقیق کی۔ انہوں نے ان کتب کے مختلف نسخوں کا موازنہ کیا اور اختلافی مقامات کی نشاندہی کی۔ ان کی تحقیق کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ انہوں نے ہر حدیث کی سند کا تفصیلی تجزیہ کیا اور اس کی صحت کا تعین کیا۔[13]

منہج و تدوین و تحقیق کی توضیح اور خصائص:

علامہ احمد شاکر علیہ الرحمہ نے اپنی علمی زندگی میں متعدد اہم اسلامی کتب کی تحقیق و تدوین کی، جن میں "تقریب الإحسان بصحیح ابن حبان" خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کی تحقیق میں انہوں نے ایک منظم اور دقیق منہج اختیار کیا جو علمی دقت، محنت اور تحقیق کے اعلی معیارات پر مبنی تھا۔ علامہ شاکر نے اپنی تحقیق کے دوران احادیث کی صحت، سند اور متن کی جانچ پڑتال پر خصوصی توجہ دی۔ انہوں نے ہر حدیث کو اس کی سند کے اعتبار سے پرکھا اور اس کی درجہ بندی کی۔ انہوں نے احادیث کی صحت کی تصدیق کے لئے مختلف کتب احادیث کا تقابلی جائزہ لیا اور جو احادیث صحیح نہیں تھیں انہیں وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ ان کا منہج علمی دنیا میں مستند تحقیق کے معیار کو بلند کرنے کے لئے تھا، جس میں انہوں نے سند کے ہر راوی کی زندگی اور ان کی ثقاہت پر تحقیق کی۔ انہوں نے راویوں کی زندگی کے تفصیلی حالات بیان کیے اور ان کی ثقاہت یا عدم ثقاہت کے بارے میں مستند معلومات فراہم کیں۔ اس کے علاوہ، انہوں نے مختلف علماء کے اقوال اور تحقیقات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر حدیث کی صحت یا ضعف کا فیصلہ کیا۔

علامہ موصوف کی تحقیق کا ایک اور اہم پہلو یہ تھا کہ انہوں نے احادیث کی صحت کی تصدیق کے لئے مختلف کتب احادیث کا تقابلی جائزہ لیا۔ انہوں نے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دیگر کتب احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے ہر حدیث کی صحت یا ضعف کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے مختلف علماء کے اقوال اور تحقیقات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر حدیث کی صحت یا ضعف کا فیصلہ کیا۔ ان کا منہج علمی دیانتداری اور امانتداری پر مبنی تھا، جس میں انہوں نے کسی بھی حدیث کی صحت یا ضعف کا فیصلہ کرتے وقت صرف اور صرف حقائق اور مستند معلومات کو مد نظر رکھا۔ اس طرح، علامہ احمد شاکر کی تحقیق نے "تقریب الإحسان بصحیح ابن حبان" کو ایک مستند اور معتبر کتاب کی حیثیت دی، جو علم حدیث کے طلبہ اور محققین کے لئے ایک قیمتی اثاثہ ہے۔ ان کی علمی خدمات اور تحقیق کا معیار آج بھی علمی دنیا میں مستند تحقیق کے لئے ایک مثال ہے۔

تحقیق و تخریج کا اہتمام اس منہج کی خصوصیت:

علامہ احمد شاکر کی حدیثی تحقیق میں تخریج اور اسناد کی جانچ پر خاص توجہ نے ان کے منہج تحقیق کو نمایاں اور معتبر بنایا۔ انہوں نے ہر حدیث کی اسناد کا تفصیلی جائزہ لیا اور اس کے رجال کی تحقیق کی، جس میں ہر راوی کی عدالت اور ضبط کی

تصدیق شامل تھی۔ اسناد کی تحقیق حدیث کی صحت اور اس کی قبولیت کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ ایک مضبوط اور معتبر سند ہی کسی حدیث کی صحیح ہونے کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔ علامہ شاکر کا منہج اس اصول پر مبنی تھا کہ ہر روایت کو اس کے تمام راویوں کے اعتبار سے جانچا جائے، تاکہ صرف وہی احادیث قبول کی جائیں جو سند کے اعتبار سے مضبوط اور معتبر ہوں۔

علامہ شاکر نے روایات کی تخریج پر بھی خاص توجہ دی، یعنی انہوں نے مختلف کتب حدیث میں موجود احادیث کے حوالوں کو جمع کیا اور ان کا موازنہ کیا۔ یہ عمل احادیث کی صحت کی تصدیق اور ان کی صحیح تخریج کے لیے نہایت اہم ہے۔ اس تخریجی عمل کے دوران، انہوں نے مختلف نسخوں کا موازنہ کیا اور جہاں کہیں بھی نسخوں میں اختلافات پائے گئے، وہاں صحیح ترین روایت کو ترجیح دی۔ اس طرح، انہوں نے احادیث کے صحیح متن تک پہنچنے میں مدد فراہم کی اور قاری کو درست معانی کے ساتھ حدیث کو سمجھنے کی راہ ہموار کی۔ علامہ شاکر نے ضعیف اور موضوع روایات کی تفریق میں بھی نہایت مہارت سے کام لیا۔ انہوں نے ضعیف روایات کو الگ کیا اور ان کی نشان دہی کی، تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ کون سی روایات قابل قبول نہیں ہیں۔

حدیث کی تدوین و تحقیق میں علامہ ناصر الدین البانی کا منہج:

شیخ ناصر الدین البانی (1914-1999) بیسویں صدی کے مشہور محدثین میں سے ایک تھے۔ انہوں نے حدیث کی تصحیح میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ البانی نے "صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ" اور "ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ" کے نام سے دو اہم کتب تصنیف کیں، جن میں انہوں نے مختلف احادیث کی صحت کا جائزہ لیا اور انہیں صحیح، ضعیف، یا موضوع قرار دیا۔ البانی نے جدید تحقیقاتی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے احادیث کی سند اور متن کا گہرا مطالعہ کیا اور اپنی تحقیق میں دقیق علمی معیار کو اپنایا۔[14]

البانی حفظہ اللہ کی علمی زندگی کا اہم مرحلہ اس وقت شروع ہوا جب انہوں نے احادیث کی تحقیق اور تصحیح کا کام شروع کیا۔ اس میدان میں ان کی سب سے بڑی خدمات میں "سلسلہ الاحادیث الصحیحہ" اور "سلسلہ الاحادیث الضعیفہ" شامل ہیں، جن میں انہوں نے ہزاروں احادیث کی سند اور متن کی تحقیق کی۔ ان کتابوں میں انہوں نے احادیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کے دلائل پیش کیے اور ان کے مصادر کی جانچ پڑتال کی۔ البانی کی تحقیق کا یہ انداز ان کی علمی بصیرت اور دقت نظر کا ثبوت ہے، جس نے احادیث کے علم کو ایک نیا معیار اور معیاری طریقہ کار فراہم کیا۔

علامہ ناصر الدین البانی کی تحقیق اور منہج کی توضیح و خصائص:

علامہ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ نے حدیث کی تحقیق اور تصحیح میں جو کارنامے انجام دیے ہیں، ان کا علمی کام اور تحقیقی منہج احادیث کی جانچ، اسناد کی تحقیق، مختلف نسخوں کا تقابل، اور سنت کی تفہیم میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ البانی کی تحقیق اور

منہج کے چند اہم خصائص درج ذیل ہیں: احادیث کی صحت کی جانچ، اسانید کا جائزہ، مختلف طرق کی تطبیق، سابقہ علماء کی آراء کی تحلیل، تفصیلی تبصرے اور شرح، اصول حدیث کی وضاحت، علمی جرات اور استقلال، حدیث کے مختلف نسخوں کا تقابل، تنقیدی جائزہ، علمی و عملی خدمات، معاصر علماء کے ساتھ مکالمات، حدیث کے اصول و قواعد کی تعلیم، علمی تصانیف، عملی زندگی، علمی محافل میں شرکت، تدریسی خدمات، علمی جستجو، اخلاص، علمی معاصرین کے ساتھ مکالمات، اور علمی جرت اور استقلال۔ علامہ البانی نے احادیث کی صحت کی جانچ پر بہت زور دیا۔ انہوں نے صحیح اور ضعیف احادیث کو الگ کرنے کے لیے اصولی تحقیقات کیں۔

علامہ ناصر الدین البانی کی تحقیق و منہج کے خصائص:

1. علمی امانتداری

علامہ البانی کی تحقیق کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کی علمی امانتداری ہے۔ انہوں نے ہر حدیث کی تحقیق میں دیانتداری اور امانتداری کا مظاہرہ کیا، اور کبھی بھی غیر علمی یا غیر مستند معلومات کو شامل نہیں کیا۔

2. غیر متعصب تحقیق

علامہ ناصر الدین البانی (رحمہ اللہ) کی تحقیق کی ایک نمایاں خصوصیت ان کی غیر متعصب تحقیق تھی۔ انہوں نے کسی مخصوص مکتب فکر یا فرقہ واریت کی پرواہ کیے بغیر احادیث کی تحقیق کی اور ان کی صحت یا ضعف کو بیان کیا۔ اس کی ایک بہترین مثال ان کی کتاب "صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم" ہے، جس میں انہوں نے مختلف مکاتب فکر کے نظریات کا تجزیہ کیا اور غیر متعصب انداز میں نتائج پیش کیے۔

شیخ البانی کا امتیازی کارنامہ:

شیخ ناصر الدین البانی حفظہا اللہ کو بیک وقت اپنے موافقین اور مخالفین دونوں طبقوں میں علمِ حدیث کے مطالعے اور اس میں مزید تحقیق و جستجو کا شوق و رغبت پیدا کرنے کا شرف حاصل ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ ماضی قریب میں انہی کی بدولت مصر و شام میں حدیثی مشاغل کو دوبارہ توانائی ملی ہے۔ اس کارنامے پر اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کا اجر و ثواب ان کے نامۂ اعمال میں محفوظ فرمائے۔

علمِ حدیث اور شیخ البانی حفظہا اللہ:

شیخ ناصر الدین البانی حفظہا اللہ کا خاص امتیاز "علمِ حدیث" ہے۔ اس علم کے مطالعے اور تحقیق میں شیخ نے اپنی زندگی کے تقریباً ساٹھ سال وقف کیے ہیں۔ تاہم، شیخ کو اس فن میں دیگر محدثین کے برابر ہی مقام حاصل ہے، یعنی ان سے بھی صحیح اور غلط دونوں قسم کی آراء صادر ہوئی ہیں۔

رواۃ کی تحقیق اور متن کی تحقیق میں البانی رحمہ اللہ کے منہج کی خصوصیت:

علامہ ناصر الدین البانی کے تحقیقی منہج کی بنیاد اسناد کی جانچ پڑتال پر ہے، جس میں انہوں نے ہر حدیث کی سند کو تفصیل سے جانچا اور راویوں کی عدالت، ثقاہت، اور حفظ و ضبط کی قابلیت کا تجزیہ کیا۔ انہوں نے متن کی معنویت اور مطابقت کا بھی جائزہ لیا تاکہ کسی بھی غلطی یا تحریف کا پتہ چلایا جاسکے۔ البانی نے احادیث کے مختلف طرق کا تقابل کیا، راویوں کی ثقاہت کو پرکھا، اور احادیث کو صحیح، حسن، ضعیف، اور موضوع میں تقسیم کیا۔ انہوں نے احادیث کے مجموعات مرتب کیے اور ان کی صحت کی وضاحت کی، جیسے "سلسلة الأحاديث الصحيحة" اور "سلسلة الأحاديث الضعيفة"۔ ان کے تحقیقی منہج میں "علم الرجال" اور "علم الجرح والتعدیل" کے اصولوں کا استعمال شامل ہے، اور انہوں نے اجتہادی کاوشوں کے ذریعے احادیث کی صحت کا جائزہ لیا۔ ان خصوصیات کی بنا پر البانی نے احادیث کی صحت کی تصدیق میں اہم کردار ادا کیا۔

حدیث کی تدوین و تحقیق میں شعیب الارنائووط کا منہج:

شیخ شعیب الارنووط (1928-2016) شام کے ایک مشہور محدث تھے جنہوں نے حدیث کی تصحیح میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ انہوں نے مسند احمد کی تصحیح کی اور اس کی سند اور متن کا تفصیلی تجزیہ کیا۔ الارنووط نے مسند احمد کے مختلف نسخوں کا موازنہ کیا اور اختلافی مقامات کی نشاندہی کی۔ انہوں نے ہر حدیث کی سند کا دقیق تجزیہ کیا اور اس کی صحت کا تعین کیا۔[15]

منہج تحقیق:

۱. توثیق النّص :

ہم نے حدیث کی توثیق کا اہتمام کیا، جس کے لیے چھپی ہوئی نسخے کا تقابل دستیاب خطی نسخوں سے کیا اور اہم اختلافات کو درج کیا۔ مئیمنہ ایڈیشن کو ہم نے اپنے حاشیوں میں حرف (م) سے نشان دہی کی۔

۲. ضبطِ نص:

ہم نے نص کو تقریباً مکمل طور پر ضبط کیا اور راویوں کے نام، کنیہ اور القاب کو بھی ضبط قلم سے لکھا، اور بعض اوقات حاشیے میں حروف کے ساتھ ضبط کیا۔

۳. اشتباہات کی تصحیح:

ہم نے پچھلے دو ایڈیشنز میں ہونے والے تحریفات، تصحیفات اور سقط کی نشاندہی کی۔

۴. احادیث کے اسانید کی حکم :

ہم نے ہر حدیث کی سند کے رجال کا مطالعہ کیا اور اس بات کی نشاندہی کی کہ کونسی اسانید شیخین (بخاری و مسلم) یا صرف بخاری یا صرف مسلم کی شرط پر ہیں۔

اگر بعض رجال بخاری کے اور بعض مسلم کے ہیں، تو ہم نے کہا: "اسنادہ صحیح، رجالہ ثقات، رجال الصحیح۔" یہ اسناد کو اعلی درجہ کی صحت میں ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ امت کا اتفاق ہے کہ دونوں کتابوں کو صحیحین کہا جاتا ہے اور شیخین کی صحت کی تصدیق کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

اگر شیخین یا ان میں سے کسی ایک نے کسی راوی کی حدیث کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے، تو یہ راوی کی وثاقت کی تصدیق کے برابر ہے۔

ہم نے یہ بھی بیان کیا کہ بہت سی صحیح احادیث ہیں جو نہ بخاری اور نہ مسلم میں موجود ہیں، حالانکہ وہ ان کی کتابوں کی شرطوں کو پورا کرتی ہیں۔

اس حوالے سے کہ یہ شیخین پر اعتراض یا انہیں ان احادیث کو قبول کرنے پر مجبور کرنا نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں تمام صحیح احادیث کو شامل کرنے کا قصد نہیں کیا۔

شواہد و متابعات میں ضعیف صفات والے راوی کی حدیث ذکر کرنا:

1۔ راوی کا اعتبار :

اگر سند میں کوئی ایسا راوی ہے جس کی حدیث کو اس کے سوء حفظ، اختلاط، تغیر یا تدلیس کی وجہ سے حجت نہیں سمجھا جاتا، لیکن ہم نے اس روایت میں اس کی متابعت پائی جو اس کا حدیث معتبر ہے، یا حدیث کے متن کا کوئی شاہد موجود ہو۔

2۔ حدیث کی صحت یا حسن :

ایسی صورت میں ہم اس حدیث پر صحت یا حسن کا حکم لگاتے ہیں، کیونکہ غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ متابعت یا شاہد کی وجہ سے اس راوی نے اس حدیث میں کوئی غلطی، وھم یا تخلیط نہیں کی ہو گی۔

3۔ رواۃ پر تنقید کے سلسلے میں ائمہ فن سے اختلاف:

قارئین کرام کو یہ معلوم ہو گا کہ ہم نے بعض روایات کی تنقید میں حافظ ابن حجر اور اس فن کے دیگر اماموں کے فیصلوں سے اختلاف کیا ہے۔

4۔ جرح و تعدیل میں ائمہ فن کے اقوال کا موازنہ:

"رواۃ کا جائزہ لینے کے نتیجے میں جرح و تعدیل کی معتبر کتب میں موجود ثقہ لوگوں کی اقوال کا موازنہ کرکے، اور ان میں سے قریب ترین درست بات کو اخذ کیا گیا ہے۔

مناہج تحقیق و تدوین کا باہمی تقابل:

شیخ شعیب الارناووط، علامہ احمد شاکر، علامہ البانی اور ضیاء الرحمن اعظمی کے مناہج تدوین کا باہمی تقابل اسلامی تحقیق کے میدان میں اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ ان علماء نے اپنے اپنے ادوار میں احادیث کی تحقیق اور تدوین میں نمایاں خدمات

سر انجام دی ہیں۔ شعیب الارناووط کا منہج زیادہ جدیدیت پر مبنی تھا، جس میں انہوں نے احادیث کی اسناد اور متن دونوں پر باریک بنی سے تحقیق کی، اور انہوں نے ضعیف روایات کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ان کی حیثیت بھی متعین کی۔ ان کی تدوین کا ایک اہم پہلو احادیث کے مابین تقابل اور ان کے معانی کو سمجھنے کی کوشش تھی۔ دوسری جانب، علامہ احمد شاکر کا منہج تدوین زیادہ روایتی تھا لیکن انہوں نے بھی جدید تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے احادیث کی صحت اور ضعف کی جانچ پڑتال کی۔ ان کا تحقیق کا طریقہ کار اسناد کی مضبوطی پر مبنی تھا اور انہوں نے قدیم اصولوں کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اپنایا۔ علامہ ناصر الدین البانی کا منہج زیادہ تر احادیث کی درجہ بندی اور ان کی صحت کے معیار کو بلند کرنے پر مرکوز تھا، جس کی وجہ سے ان کا کام احادیث کی درجہ بندی کے حوالے سے زیادہ نمایاں ہے۔ ان کا تنقیدی نقطہ نظر احادیث کی جانچ میں اسناد کی درجہ بندی پر زور دیتا تھا، جس میں انہوں نے احادیث کو صحیح، ضعیف اور موضوع کی درجہ بندی میں تقسیم کیا۔ ضیاء الرحمن اعظمی کا منہج تدوین دونوں اصولوں کا امتزاج تھا، انہوں نے روایتی اصولوں کے ساتھ ساتھ جدیدیت کو بھی مد نظر رکھا، اور اسناد و متن دونوں پر تحقیق کی۔ ان چاروں علماء کے مناہج میں ایک مشترکہ نقطہ یہ ہے کہ ان سب نے احادیث کی صحت اور ضعف کی جانچ کو اسلامی شریعت کے اصولوں کے مطابق انجام دیا، لیکن ان کے طریقہ کار اور تحقیق میں مختلف پہلوؤں کے حوالے سے اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔

شیخ شعیب الارنؤوط، علامہ احمد شاکر، ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی، اور علامہ ناصر الدین البانی، یہ چاروں محدثین اسلامی تاریخ میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کی علمی خدمات کی بدولت حدیث کی تدوین و تحقیق میں گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔ ان چاروں محدثین کے مناہج تدوین میں اہم فرق ہیں، جو ان کے تحقیقی انداز اور علمی اصولوں کی بنیاد پر ہیں۔ ان کے مناہج کا تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے۔

مناہج تحقیق کا باہمی تقابل:

شیخ شعیب الارناووط، علامہ احمد شاکر، علامہ البانی، اور ضیاء الرحمن اعظمی کے تحقیقاتی مناہج اسلامی علمی تاریخ میں اہم مقام رکھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے احادیث کے علمی سرمایہ کو محفوظ کرنے اور اس کی صحیح صورت میں امت تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ ان چاروں علماء کا تعلق مختلف دور اور مختلف علمی پس منظر سے تھا، جس کی وجہ سے ان کے تحقیقاتی مناہج میں بعض مماثلتیں اور بعض اختلافات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ شعیب الارناووط نے احادیث کی تحقیق میں جدیدیت کو اپنایا اور احادیث کی اسناد اور متن دونوں پر گہری تحقیق کی۔ ان کی تحقیق کا مقصد ضعیف روایات کی نشاندہی اور ان کی وضاحت تھا، جس کی بنیاد پر انہوں نے علمی حلقوں میں اپنی جگہ بنائی۔ شعیب الارناووط نے احادیث کی ترتیب و تدوین کے ساتھ ساتھ ان کے مفاہیم کو بھی سمجھنے کی کوشش کی، جس سے ان کی تحقیق مزید مستند اور جامع ہو گئی۔

علامہ احمد شاکر کا منہج روایتی اصولوں پر مبنی تھا، لیکن انہوں نے جدید دور کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے احادیث کی جانچ پڑتال کی۔ احمد شاکر نے اسناد کی صحت کو اہمیت دی اور انہوں نے اپنی تحقیق میں اصول حدیث کے قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے کام کیا۔ ان کی خدمات کا اہم پہلو یہ تھا کہ انہوں نے قدیم اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے جدید علمی اصولوں کا امتزاج کیا اور احادیث کی تحقیق کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔ علامہ ناصر الدین البانی کا تحقیقی منہج احادیث کی درجہ بندی پر مبنی تھا اور انہوں نے احادیث کی صحت کے معیار کو بلند کرنے کے لیے غیر معمولی طور پر محتاط رویہ اپنایا۔ البانی نے احادیث کو صحیح، ضعیف، اور موضوع کی درجہ بندی میں تقسیم کیا اور ان کی تحقیق میں اس بات پر خاص زور دیا کہ صرف وہی احادیث قبول کی جائیں جو معیار صحت پر پوری اتریں۔

علامہ اعظمی حفظہ اللہ نے احادیث کی صحت کے ساتھ ساتھ ان کے معانی اور مفاہیم کو بھی سمجھنے کی کوشش کی، جس سے ان کا منہج ایک متوازن اور مضبوط تحقیقی طریقہ کار کے طور پر سامنے آیا۔ ان چاروں علماء کے مناہج میں ایک مشترکہ پہلو یہ ہے کہ ان سب کا مقصد احادیث کی صحت کو یقینی بنانا تھا، لیکن ان کے تحقیقی طریقہ کار اور اصولوں میں اختلافات موجود تھے۔

شیخ شعیب الارناووط اور احمد شاکر نے تحقیق میں جدید اور قدیم اصولوں کا امتزاج پیش کیا، جبکہ البانی کا منہج زیادہ تر احادیث کی درجہ بندی پر مبنی تھا اور ضیاء الرحمن اعظمی نے دونوں اصولوں کو یکجا کیا۔ ان سب علماء نے احادیث کی صحت کی جانچ میں اصول حدیث کے قواعد کو مد نظر رکھا اور اسلامی علمی ورثے کی حفاظت کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

چاروں علماء کی بعض خصوصیات کا جائزہ:

توثیق النّص: شیخ شعیب الارنؤوط نے توثیق النص پر خاص توجہ دی اور مختلف مخطوطات کا تقابل کیا۔ علامہ احمد شاکر نے بھی مخطوطات کی تحقیق کی، لیکن ان کا زور متن کی صحت پر زیادہ تھا۔ شیخ ضیاء الرحمن اعظمی نے مراجع کی وضاحت کی، جو تحقیق میں ایک اضافی پہلو ہے۔ علامہ البانی نے متن اور اسناد دونوں کی تحقیق کی، لیکن توثیق النص کا ذکر خاص طور پر نہیں کیا۔

اسانید کی جانچ: شیخ شعیب الارنؤوط اور علامہ البانی دونوں نے اسانید کی باریک بینی سے جانچ پر زور دیا۔ علامہ احمد شاکر نے بھی اسانید کی تحقیق کی، لیکن ان کا زور زیادہ تر رواۃ کی تصحیح وتضعیف پر تھا۔ شیخ ضیاء الرحمن اعظمی نے بھی اسانید کی جانچ کی، لیکن ان کے منہج میں متابعات وشواہد کا ذکر بھی شامل تھا، جس سے ان کی تحقیق میں ایک منفرد پہلو سامنے آتا ہے۔

متابعت اور شواہد: شیخ شعیب الارنؤوط نے متابعت اور شواہد کو اہمیت دی اور ان کے ذریعے ضعیف روایات کو بھی معتبر بنایا۔ اسی طرح، شیخ ضیاء الرحمن اعظمی نے بھی متابعت اور شواہد کا ذکر کیا۔ علامہ احمد شاکر اور علامہ البانی نے اس پہلو پر زیادہ زور نہیں دیا۔

جرح وتعدیل: علامہ احمد شاکر نے جرح وتعدیل میں کمال مہارت دکھائی اور ہر راوی کے بارے میں تفصیلی اقوال پیش کیے۔ علامہ البانی نے بھی راویوں کی عدالت اور ثقاہت کو پرکھا، لیکن ان کا زور زیادہ تر اسناد کی جانچ پر تھا۔

متن کی تحقیق: علامہ احمد شاکر اور علامہ البانی دونوں نے متن کی تحقیق پر توجہ دی۔ شیخ شعیب الارنؤوط نے بھی متن کی صحت پر غور کیا، لیکن ان کا زیادہ زور اسانید اور متابعت پر تھا۔ شیخ ضیاء الرحمن اعظمی نے متن کی تحقیق کا ذکر نہیں کیا، لیکن ان کا منہج محدثین کی آراء کے احترام پر مبنی ہے۔

غیر متعصب تحقیق: علامہ البانی کی غیر متعصب تحقیق ان کے منہج کا ایک اہم پہلو ہے۔ انہوں نے کسی مخصوص مکتب فکر کی پرواہ کیے بغیر احادیث کی تحقیق کی۔ باقی محدثین میں اس بات کا ذکر نہیں کیا گیا کہ ان کی تحقیق میں فرقہ واریت یا تعصب شامل تھا۔

شیخ شعیب الارنؤوط کے منہج کی خصوصیت:

شیخ شعیب الارنؤوط کا منہج تحقیق احادیث کی سند اور متن کی جانچ پر مبنی تھا۔ ان کا ایک اہم اصول یہ تھا کہ اگر کسی حدیث کے راوی کی توثیق یا تضعیف کسی معتبر امام سے نہ ملی ہو، تو وہ حدیث مجہول کے درجے میں شمار کی جاتی ہے اور مزید یہ کہ وہ سند میں موجود راویوں پر تفصیلی تحقیق کرتے اور اگر کسی راوی کی ثقاہت یا ضعیفی کے حوالے سے کوئی اختلاف ہوتا، تو وہ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالتے۔

علامہ احمد محمد شاکر کے منہج کی خصوصیت:

علامہ احمد محمد شاکر نے اپنی تحقیق میں احادیث کے معانی اور ان کے عملی اطلاقات پر بھی زور دیا۔ ان کا منہج تحقیق روایتی اور معاصر دونوں پہلوؤں کا امتزاج تھا۔ انہوں نے احادیث کو عصر حاضر کے مسائل کے ساتھ جوڑا اور ان کی عملی دی۔

علامہ ناصر الدین البانی کے منہج کی خصوصیت:

علامہ ناصر الدین البانی نے احادیث کی تحقیق میں سند اور متن کی تحقیق پر زور دیا۔ انہوں نے احادیث کی صحت اور ضعف کی وجوہات کو تفصیل سے بیان کیا اور سند کے مختلف نسخوں کا تقابل کرتے وقت علمی دقت اور احتیاط کا مظاہرہ کیا۔

شیخ ضیاء الرحمن اعظمی کے منہج کی خصوصیت:

شیخ ضیاء الرحمن اعظمی کا منہج تحقیق بھی ائمہ کے اقوال کی روشنی میں احادیث کی تشریح اور توضیح پر مبنی تھا۔ ان کا منہج اس بات کو یقینی بناتا تھا کہ احادیث کو درست، مستند، اور جامع انداز میں سمجھا جائے۔ انہوں نے احادیث کی تشریح کے لیے ائمہ کے اقوال کو بنیاد بنایا اور احادیث کو عملی طور پر سمجھنے کے لیے صحابہ کرام کے اقوال کی وضاحت بھی کی۔

خلاصہ:

ان تمام علماء کا منہج تحقیق علمی گہرائی اور دقت پر مبنی تھا، لیکن ان کے درمیان کچھ فرق بھی موجود تھے۔ مثال کے طور پر:

1. شیخ شعیب الارنؤوط نے سند کی تحقیق میں راویوں کی ثقاہت کو بنیاد بنایا اور ابن حبان جیسے ائمہ کی توثیق پر انحصار کیا۔
2. علامہ احمد شاکر نے احادیث کے عملی اطلاقات پر زور دیا اور احادیث کو عصر حاضر کے مسائل کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا۔

3. علامہ ناصر الدین البانی نے احادیث کی صحت اور ضعف کی وجوہات کو تفصیل سے بیان کیا اور نسخوں کے تقابل کی مہارت کو اپنی تحقیق کا حصہ بنایا۔

4. شیخ ضیاء الرحمن اعظمی نے ائمہ کے اقوال کی روشنی میں احادیث کی تشریح کو اپنا منہج بنایا اور احادیث کو جامع انداز میں سمجھنے کے لیے ائمہ کے اجتہادات پر انحصار کیا۔

ان تمام محدثین کے مناہج تحقیق میں مشترکہ خصوصیت علمی دقت اور احادیث کی سند و متن کی جانچ تھی، لیکن ان کے طریقوں میں کچھ فرق بھی موجود تھے جو ان کی علمی خدمات کو منفرد بناتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] النحل:44:16

[2] بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب مو اقیت الصلاۃ ، باب الصلاۃ کفارۃ، حدیث نمبر:525

[3] حجۃ اللہ البالغہ، جلد1 ص149

[4] مسلم، امام، مسلم بن حجاج، القشیری، الصحیح ،کتاب الزهد والرقائق ، باب التَّثَبُّتِ فِی الْحَدِيثِ وَحُكْمِ كِتَابَةِ الْعِلْمِ، حدیث نمبر:7702

[5] بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب اللقطۃ، باب کیف تعرف لقطۃ أھل مکۃ، حدیث نمبر:2302

[6] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، كتاب العلم ، باب فی كتابة العلم، حدیث نمبر:3648

[7] : اعظمی، محمد مصطفیٰ. حدیث کی تدوین اور تاریخ. لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2002.

[8] : سیر اعلام النبلاء لامام ذہبی

[9] : برٹن، جان۔ "انٹروڈکشن ٹو دی حدیث"۔ ایڈنبرا یونیورسٹی پریس، 1994۔

[10] ندوی، حنیف، مطالعہ حدیث (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1987ء)، ص.2۔

[11] خطیب، محمد عجاج، السنۃ قبل التدوین (القاہرۃ، 1963ء)، ص338۔

[12] : الاعظمی، محمد عبداللہ. "الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل." جلد1، دار ابن بشیر، 2018، ص.45.

[13] :. شاکر، احمد محمد. الباعث الحثيث شرح اختصار علوم الحديث*. قاہرہ: مکتبہ دار التراث، 1996.

[14] :. البانی، ناصر الدین. صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ. بیروت: المکتب الاسلامی، 1988.

[15] :. الارنووط، شعیب. *مسند احمد کی تصحیح*. بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1995.